

مولانا محمد حنیف جالندھری *

مدارس پر چھاپے — ایک سوچا سمجھا منصوبہ

حالیہ دنوں میں دینی مدارس پر چھاپوں کا ملک گیر سلسلہ شروع ہوا۔ اس سلسلے کا آغاز اسلام آباد کے مدارس پر چھاپوں سے ہوا اور بعد ازاں لاہور اور فیصل آباد سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ کراچی کے مدارس تک پھیل گیا۔ اس آپریشن کے دوران میسوں مدارس پر چھاپے مارے گئے لیکن کہیں سے نہ تو اسلحہ برآمد ہوا اور نہ ہی کسی مشکوک شخص کی گرفتاری عمل میں آئی۔ پولیس نے اپنی ناکامی اور سبکی مٹانے کے لیے عجیب اوجھے ہتھکنڈوں سے کام لیا۔ آپ کراچی کے مدرسہ رحمانیہ بفرزون کی مثال لے لیجیے، اس ادارے میں قریبی قتلہ کے پولیس اہلکار آئے انہوں نے پوچھا ”کیا آپ کے ہاں غیر ملکی طلباء زیر تعلیم ہیں؟“ ادارے کی انتظامیہ نے کہا ”جی ہاں! بالکل ہیں مگر ان کے پاس کھل سفری اور قانونی دستاویزات، این اوی اور نادرا کارڈ موجود ہیں“ پولیس اہلکاروں نے کہا کہ ”بہت اچھی بات ہے، آپ مہربانی فرما کر ان طلباء کو ہمارے ساتھ بھیج دیں، ہم اپنے ہاں ان کے کوائف کا اندراج کرنا چاہتے ہیں“ مدرسہ انتظامیہ نے ان طلباء کو پولیس کے ہمراہ بھیج دیا لیکن پولیس نے ان کے کوائف کا اندراج کرنے کی بجائے میڈیا کے نمائندوں کو قتلہ بلالیا اور ان محصور، مظلوم اور مہمان طلباء کو دہشت گردوں کے روپ میں میڈیا کے سامنے پیش کر دیا اور ان کی گرفتاری ڈال دی۔ ان طلباء کو اگلے دن جب عدالت میں پیش کیا گیا تو عدالت نے ان کے کاغذات کو تسلی بخش اور قابل قبول قرار دیتے ہوئے انہیں بری کر دیا لیکن میڈیا کے ذریعے جوڈھنڈو رہ پڑا چاکا تھا اس کازالہ ممکن نہ تھا۔ اسی طرح کے اوجھے ہتھکنڈے دوسری جگہوں پر بھی بروئے کار لائے گئے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ مدارس کی انتظامیہ اور تمام مدارس کے نمائندہ وفاقوں نے ہمیشہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ تعاون بھی کیا اور اپنے اداروں کو کھلی کتاب کی مانند قرار دیا، یہ مدارس کبھی بھی لوگوں کو ایذا نہیں پہنچاتے ان پر پورے لاؤ لٹکر سمیت یلغار کی ضرورت پیش آئے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وقفے وقفے سے ان مدارس کو مشق ستم بنایا جاتا ہے اور معمول کی چیکنگ، کوائف وغیرہ کے حصول، خفیہ نگرانی کے مسلسل اور مربوط سلسلے کے ہوتے ہوئے سمجھ نہیں آتی کہ کیوں کچھ عرصے بعد مدارس پر اس انداز سے چڑھائی کر دی جاتی ہے جیسے اسرائیلی افواج غزہ یا بھارتی افواج کشمیر پر چڑھائی کیا کرتی ہیں۔ حالیہ دنوں میں مدارس کے خلاف جن حالات میں کریک ڈاؤن کیا گیا ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان

چھاپوں کے لیے ڈوری کہیں اور سے ہلائی گئی تھی۔ کیری لوگر بل میں چونکہ مدارس کی محکمیں کسے کی شرط بھی شامل تھی اس لیے اس بل کی وفاقی کابینہ سے منظوری ہوتے ہی مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کر دیا گیا اور عین اس موقع پر جب سینیٹر جان کیری اور جنرل پٹیریاں پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے تھے مدارس پر چھاپے مارے گئے اور لاہور کے مدارس کو اس وقت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جب بعض ”اہم مہانوں“ کی لاہور آمد آتی تھی۔ مدارس کے ذمہ داران نے ایک بات بطور خاص نوٹ کی کہ چھاپے مارنے سے قبل پورے میڈیا کو باقاعدہ اطلاع دے کر ان کی حاضری کو یقینی بنایا جاتا تھا اور پھر اس چھاپے مارمہم کا خوب ڈھنڈور مینا جاتا تھا۔ اس سے لگتا ہے کہ یہ آپریشن مدارس کے میڈیا ٹرائل اور ایک منظم مہم کا حصہ تھا۔ ان چھاپوں کے بعد ایک اور بات یہ نوٹ کی گئی کہ بعض نجی محنتوں کے بعض اسکالر پر سزے نے مدارس کو آڑے ہاتھوں لیا اور بعض نام نہاد دانشوروں اور قلم کاروں نے مدارس کے خلاف مزید کارروائی کے لیے ہلہ شیری دی اور بتدریج مدارس کے خلاف ماحول بنایا جانے لگا۔ یہ سب کچھ ایک ہی سلسلے کی مختلف کڑیاں لگتی ہیں۔

ملک میں دہشت گردی کی حالیہ لہر کے تناظر میں مدارس پر چھاپے مار کر جہاں اس عسکریت پسندی اور دہشت گردی کے ڈانٹے مدارس سے ملانے کی کوشش کی گئی وہیں حکومتی اداروں نے اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے بھی مدارس کو ہی اپنا ہدف بنایا۔ ہمارے ہاں یہ عجیب ماحول بن گیا ہے کہ ملک میں دہشت گردی اور تجزیہ کاری کی وارداتیں کروانے والی اصل قوتوں کو بے نقاب کرنے کی بجائے ”مرے کو مارے شاہ مدار“ کے مصداق ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے دینی مدارس پر چڑھ دوڑتے ہیں اور اپنے نمبر بنانے اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف اصل تجزیہ کاروں کو افغانی بھیس، جعلی نمبر پلیٹ، ناجائز اسلحہ سمیت گرفتار کر کے اپنے ”صوابدیدی اختیارات“ کی بنیاد اور ایک فون کال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مدارس کے خلاف یہ کریک ڈاؤن ایک ایسے وقت کیا گیا جب وطن عزیز تاریخ کے انتہائی نازک ترین دور سے گزر رہا ہے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کے گلے شکوے دور کیے جائیں اور مختلف ناراض طبقات کے خدشات کے ازالے کی فکر کی جائے جبکہ ہمارے ارباب اختیار اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مدارس کے لاکھوں طلباء، ہزاروں علماء اور مدارس کے ملک بھر میں پھیلے معاونین اور متعلقین میں تشویش و اضطراب پیدا کر کے وطن عزیز کو مزید بدترین حالات اور بحرانوں سے دوچار کر رہے ہیں۔ موجودہ حالات میں مدارس کے خلاف چھاپے جہاں غلامانہ ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں وہیں بدترین ناعاقبتی اندیشی کے زمرے میں بھی آتے ہیں۔ اس وقت اعلیٰ سرکاری حکام کو سوچنا چاہیے کہ کہیں کوئی ایسی خاص قسم کی لابی تو نہیں جو دانستہ طور پر حالات کو بگاڑنا چاہتی ہے اور حکومت اور دینی قوتوں کے مابین محاذ آرائی کے لیے راہ ہموار کر رہی ہے۔

مدارس پر حالیہ چھاپے مدارس کے خلاف امتیازی سلوک بھی ہے کیونکہ وہ عصری ادارے جہاں سے آئے روز اسلحہ برآمد ہو رہا ہے، جہاں قتل و غارتگری اور طلباء کے مابین تصادم روز کا معمول بن گیا ہے ان کے خلاف کریک ڈاؤن کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی اور سارا نازلہ صرف مدارس پر گرایا جاتا ہے۔ اسی طرح فوجی ہاسٹلز، ہوٹلوں اور دوسری جگہوں پر کریک ڈاؤن نہیں ہوتا صرف مدارس کے خلاف ہی کیوں ہوتا ہے؟

دینی مدارس جہاں سے ہر وقت قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں گونجتی ہیں، جہاں ملک کے استحکام و سالمیت کے لیے قرآن کریم کا ختم، سورہ حسین کی تلاوت اور آیت کریمہ کا رد کیا جاتا ہے وہاں اس طرح چھاپے مار کر ان اداروں کا تقدس پامال کرنا نہایت افسوسناک ہے۔ بعض جگہوں سے یہ اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں کہ پولیس اہلکار جو توں سمیت مسجدوں میں گھس گئے، بعض جگہوں پر بچیوں کے مدارس میں چادر اور چار دیواری کا تقدس بھی پامال کیا گیا۔ یہ کس قدر شرمناک بات ہے؟ پاکستان کے عوام یہ سمجھ رہے ہیں کہ دینی مدارس کو اس لیے نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ وہ مراکز جو اسلام کی حفاظت کے قلعے ہیں ان میں نقب لگائی جائے اور جو ادارے لوگوں کے دین سے وابستگی اور حصول علم کا ذریعہ ہیں ان کو بدنام کر دیا جائے اس لیے اس قسم کے کریک ڈاؤن کا سلسلہ فی الفور بند ہونا چاہیے تاکہ عوامی تشویش و اضطراب کا خاتمہ ہو سکے۔

میں نے ان چھاپوں کے بعد تقریباً ہر مدرسہ کی انتظامیہ اور مہتمم صاحبان سے رابطہ کیا، ان کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کی، اس دوران یہ بات بڑی شدت سے محسوس کی کہ اس قسم کی کارروائیوں سے ملک بھر میں بہت زیادہ اشتعال اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ ان چھاپوں کے بعد راولپنڈی اسلام آباد کے علماء کرام نے تمام اہم سرکاری شخصیات اور اعلیٰ حکام سے وفد کی صورت میں ملاقاتیں کیں، اسی طرح کراچی کے علماء نے گورنر سندھ سمیت دیگر لوگوں سے گفتگو کی اور خود میں نے وزیر داخلہ عبدالرحمن ملک، سیکرٹری داخلہ، آئی جی پنجاب، ہوم سیکرٹری، چیف کمشنر اسلام آباد اور دیگر تمام اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی مدارس کے خلاف ہونے والے کریک ڈاؤن کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ ہر ایک دوسرے پر ڈال رہا ہے اور زبانی طور پر مدارس کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی یقین دہانی کروائی جاتی ہے لیکن عملاً پھر مدارس پر چڑھائی کر دی جاتی ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ تعلیم و تعلم میں مصروف لوگوں کے غم و غصہ اور مدارس کے طلباء کے اشتعال کو آخر تک کسٹروئل کر جاسکتا ہے اور ہم یہ بھی سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس صورتحال کو کیا نام دیا جائے..... قول و فعل کا تضاد کہا جائے یا کسی تیسری قوت کی کارستانی؟..... اسلام دشمنی سمجھا جائے یا استعماری قوتوں کی غلامی؟..... اور متاثرہ فریق کو صبر و تحمل کی ترغیب دیں یا لاٹک مارچ کی تیاری کریں؟..... کیونکہ اس ملک میں لاٹک مارچ کے بغیر نہ کوئی مطالبہ منوایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اپنا حق حاصل کیا جاسکتا ہے۔